عہد جاہلیت سے عہد رسالت تک
بنوہاشم اور بنواُمیہ کی رقابت کا تاریخی جائزہ

ڈاکٹر سید حیدر عباس واسطی
dr.sha_wasti@yahoo.com

کلیدی الفاظ: عہد جاہلیت، بنی ہاشم، بنی اُمیہ، قصیٰ بن کلاب، عبد مناف بن قصیٰ، بنو عدی، بنو تیم۔

خلاصہ

آج بھی بنواُمیہ کے بنوہاشم پر مظالم کی داستان پڑھ کر یہ سوال جنم لیتا ہے کہ آخر بنواُمیہ اور بنوہاشم میں ایسی کونسی رقابت تھی جس کے سبب یہ واقعات رونما ہوئے؟ لہٰذا اس مقالے میں عہدِ جاہلیت سے عہد رسالتؐ تک بنواُمیہ اور بنوہاشم کی رقابت کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے اجداد میں ایک قصیٰ تھے۔ قصیٰ نے خانہ کعبہ کے متولی حلیل بن حبشیہ الخزاعی کی لڑکی حبّی سے شادی کی۔ جن کے انتقال کے بعد ان کی صلاحیتوں کی وجہ سے تمام قبائل نے قصیٰ کو خانہ کعبہ کی تولیت سونپ دی۔ قصیٰ کے ہاں چار فرزند پیدا ہوئے جن میں سے دو نے زیادہ شہرت پائی۔ ایک فرزند کا نام عبد مناف بن قصیٰ ہے اور دوسرے فرزند کا نام عبد العزیٰ بن قصیٰ ہے۔ قصیٰ کے انتقال کے بعد انکے بیٹے عبد مناف نے اپنے والد کی طرح قریش پر حکومت کی۔ ان کے ہاں چھ فرزند پیدا ہوئے۔ ان میں مُطلب سب سے بڑے تھے۔ دوسرے بیٹے عمرو جو تاریخ میں ہاشم کے نام سے معروف ہیں۔ تیسرے فرزند عبد شمس ہیں، یہ ہاشم کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ عبد شمس کے ہاتھ کی ایک انگلی ہاشم کے ماتھے سے جڑی ہوئی تھی جسے چھری سے جدا کیا گیا۔ اس موقع پر یہ پیش گوئی کی کہ ان دونوں بھائیوں کی اولاد کے درمیاں خونریزی واقع ہوگی۔ ہمارے مقالے کا موضوع عمرو (ہاشم) اور عبد شمس کی اولاد (بنی اُمیہ) کی رقابت ہے۔ بنواُمیہ ہمیشہ سے بنوہاشم کے خلاف رہے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی حیات میں حسب سابق اپنی مکاری سے کام لیا اور چپ سادھ لی جس سے مورخین نے یہ سمجھا کہ بنواُمیہ کی بنوہاشم سے رقابت ختم ہو گئی تھی حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ اُموی مناسب وقت کے انتظار میں تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُموی ایک بار پھر سرگرم ہوگئے اور باآخر اپنی مکاری کے بل بوتے پر اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اور ان مظالم کی داستان بنوہاشم کے خون سے تاریخ کے اوراق پر رقم ہوئی۔

مقدمہ

چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بنواُمیہ کی جانب سے بنو ہاشم پر کیے گئے مظالم کی داستان تاریخ کے اوراق پر رقم ہونے کے ساتھ ساتھ اہلبیتؑ رسول ﷺ کے پیروکاروں کے دلوں پر اس طرح نقش ہو گئی ہے اسی لیے ہر سال وہ ان دردناک اور ہولناک واقعات کی یاد کرتے ہیں اور محرم الحرام کے ایام میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے واقعہ کربلا کچھ عرصہ قبل ہی رونماء ہوا ہے جس سے عام لوگوں کے دلوں میں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ آخر بنواُمیہ اور بنوہاشم میں ایسی کونسی رقابت تھی جس کے سبب یہ واقعات رونماء ہوئے لہٰذا ہم نے اس مقالے میں عہدِ جاہلیت سے عہد رسالت ﷺ تک بنواُمیہ اور بنوہاشم کی رقابت کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

چوتھی صدی عیسوی کے آغاز پر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد کلاب بن مرہ نے قضاعہ قبیلہ میں فاطمہ بنت سعد سے شادی کی فاطمہ بنت سعد کے قبیلے کے افراد شام میں رہائش پذیر تھے۔ فاطمہ بنت سعد سے شادی کے نتیجہ میں کلاب بن مرہ کے ہاں فاطمہ بنت سعد کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ بڑے فرزند کا نام زُہرہ رکھا گیا جب زہرہ سنِ بلوغت کو پہنچے تو دوسرے فرزند کی پیدائش ہوئی جن کا نام زید رکھا گیا۔ زید کی شیر خواری کے دوران ہی کلاب بن مرہ کا انتقال ہو گیا تو فاطمہ بنت سعد کے مکہ والوں کی وطن سے دوری اور شوہر کی وفات نے فاطمہ بنت سعد کو مغموم کر دیا تھا جس کے سبب سسرال اور میکے والے سب ہی ان کے بارے میں متفکر رہتے تھے۔

زید جب شیر خواری سے فارغ ہوئے تو خاندان والوں اسرار کیا کہ فاطمہ بنت سعد دوسری شادی کر لیں جس پر مجبور ہو کر فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن خرام سے شادی کر لی اور اپنے شیر خوار بچے زید کو سسرال والوں کی اجازت سے اپنے ساتھ مکہ سے اپنے شوہر ربیعہ بن خرام کے ہمراہ اس کے قبیلے بنو عزرہ جو شام میں مقیم تھا وہیں چلی گئیں۔ زُہرہ اُس وقت بالغ تھے جس کے سبب اُن کے خاندان والوں نے زہرہ کو اپنے پاس ہی رکھا لہٰذا یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مکہ میں ہی رہے۔(1)

فاطمہ بنت سعد جب شام میں رہائش پذیر ہوئیں تو شام کے لوگ زید کو پیار میں قصیٰ کے نام سے پکارنے لگے۔ عربی زبان میں قصیٰ کے لغوی معنی اہل لغت نے "دوری اور پردیسی" بیان کیے ہیں۔ (2) قصیٰ جوان ہوئے تو ان کی والدہ فاطمہ بنت سعد نے قصیٰ کو ان کے خاندان کے بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش

ہوئے اور فوری طور پر مکہ معظّمہ جانے کے لیے تیار ہو گئے لیکن اُن کی والدہ نے اُنہیں خاندان والوں سے ملنے کے لیے حج کے موقع پر مکہ معظّمہ جانے کا مشورہ دیا جس پر قصیٰ نے عمل کیا اور وہ حج کے موقع پر مکہ معظّمہ آئے۔ آپ نے پہلے فریضہ حج کیا اور حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے خاندان والوں سے ملے جب خاندان والوں نے انہیں دیکھا تو وہ بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے قصیٰ سے اسرار کیا کہ وہ شام واپس نہ جائیں بلکہ وہ مکہ میں اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہائش اختیار کریں لہٰذا خاندان والوں کی خواہش پر قصیٰ نے مکہ معظّمہ میں سکونت اختیار کرلی۔ (3) قصیٰ کے بڑے بھائی زُہرہ کی نسل سے حضرت آمنہ بنت وہب والدہ پیغمبر اسلام ﷺ پیدا ہوئی تھیں۔ (4)

قصیٰ نے اپنی بصیرت اور شجاعت سے کام لیتے ہوئے مکہ سے طوائف المُلوکی کا خاتمہ کیا اور مکہ معظّمہ کے پہاڑوں پر آباد قبائل کو جو کہ مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے تھے اُنہیں لا کر مکہ معظّمہ شہر کے وسط میں ترتیب سے آباد کیا۔ عربی زبان میں ایک جگہ جمع ہونے کے عمل کو تقرش کہا جاتا ہے اس لئے قصیٰ کی اس آبادکاری کے سبب انہیں قریش کا نام ملا اور اس طرح یہ قبائل قریش کے نام سے مشہور ہوئے۔ (5)

قصیٰ نے مکہ معظّمہ شہر کی تعمیر کی اور یہاں ایک فلاحی ریاست کی بنیاد ڈالی جس سے ان قبائل پر قصیٰ کی حکمرانی قائم ہوئی۔ (6)

قصیٰ نے خانہ کعبہ کے متولی حلیل بن حبشیہ الخزاعی کی لڑکی حبّیٰ سے شادی کی ان کے خسر حلیل کا انتقال ہوا تو ان کی بصیرت اور صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر تمام قبائل نے قصیٰ کو خانہ کعبہ کی تولیت سونپ دی۔ (7) قصیٰ کے ہاں حلیل بن حبشیہ الخزاعی کی لڑکی حبّیٰ سے شادی کے نتیجے میں چار فرزند پیدا ہوئے جن میں سے دو فرزندوں نے زیادہ شہرت پائی۔ ایک فرزند کا نام عبد مناف بن قصیٰ ہے ان کی نسل سے رسول اکرم ﷺ پیدا ہوئے اور دوسرے فرزند کا نام عبد العزیٰ بن قصیٰ ہے جن کی نسل سے اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ پیدا ہوئی تھیں۔ (8)

قصیٰ نے اپنی ریاست قائم کرتے ہی خانہ کعبہ کی تعمیر نوء اور تزین وآرائش کرائی اور خانہ کعبہ کے قریب اپنی رہائش کیلئے ایک عمارت بنوائی جب کہ اس سے ملحق ایک ہال بھی تعمیر کرایا جسے دار الندوہ کہا جاتا تھا۔ (9) قصیٰ نے ریاستی امور چلانے کے لئے مندرجہ ذیل قوانین رائج کیا اور تمام امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ جس کی تفصیل مورخین نے اس طرح بیان کی ہے:۔ (10)

۱) حجابت (یعنی خانہ کعبہ کے انتظامی اور نگہبانی کے امور)
۲) سقّایہ (حج کے موقع پر حاجیوں کے لئے پینے کے پانی کا انتظام)
۳) رفادہ (حج کے موقع پر حاجیوں کے لئے کھانے کا انتظام)
۴) لواء (جنگ کی صورت میں علم جنگ بلند کرنا)
۵) ندوہ (مجلس شوریٰ/ایوان حکومت)
۶) مکہ کی حکمرانی
۷) بیرونِ مکہ سے آنے والے حاجیوں سے محصول لینا۔

قصیٰ نے حکومت قائم کرتے ہی مکہ میں تیزی کے ساتھ ترقیاتی کام کرائے جس سے اہل مکہ کے دل قصیٰ کی طرف مائل ہوگئے اور قریش میں شامل تمام قبائل نے قصیٰ کو اپنا دینی اور دنیوی پیشواء مانتے ہوئے ان کی اطاعت کی اور قصیٰ کے بنائے گئے قوانین پر نا صرف ان کی زندگی میں عمل کیا بلکہ ان کے انتقال کے بعد بھی قریش کے تمام قبائل قصیٰ کے بنائے ہوئے قوانین پر دل جمی کے ساتھ عمل کرتے رہے۔ (11)
قصیٰ ایک موحد اور دیندار شخص تھے ان کا ایک خطبہ اس بات کا مظہر ہے جو انہوں نے قریشِ مکہ کے سامنے دیا:۔

"یا معشر قریش انکم جیران الله، وأهل بيته، وأهل الحرم، وان الحاج ضيفان الله، وزوار بيته، وهم أحق الضيف بالكرامة، فاجعلوا لهم طعاماً وشراباً أيام الحج، حتى يصدروا عنكم، ففعلوا، فكانوا يخرجون۔" (12)

"اے جماعت قریش تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہو اور خدا کے گھر کے پڑوس میں رہتے ہو، تم اہل حرم ہو، حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہوتے ہیں اور وہ تمہارے مہمانوں سے زیادہ مستحقِ کرامت ہوتے ہیں لہٰذا تم ایام حج میں ان حجاج کے لئے اس وقت تک کھانے پینے کا انتظام کرو جب تک وہ تمہارے ہاں سے رخصت ہوں۔"

قریش نے قصیٰ کے اس خطبہ کو پسند کیا اور دین اسلام کے ظہور تک عطیات دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ (13) ۴۸۰ء میں قصیٰ کا انتقال ہوگیا تو ان کی تدفین بیرون مکہ حجون کے مقام پر ہوئی جو موجودہ دور میں مکہ شہر کی حدود میں داخل ہے۔ قریش ان کی قبر کی زیارت کرنے کے لیے قافلوں کی شکل میں آتے تھے۔

(14) قصیؒ کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے مغیرہ جو تاریخ میں عبد مناف کے نام سے معروف ہیں، انہوں نے بھی اپنے والد کی طرح قریش پر حکومت کی اور قریش ان کے والد قصیؒ کی طرح ان کی بھی ویسی ہی اطاعت کرتے تھے۔(15)

عبد مناف نے عاتکہ کبریٰ بنت مرہ بن ہلال سے شادی کی جن سے ان کے ہاں چھ فرزند پیدا ہوئے۔(16) ان کے فرزندوں میں مطّلب سب سے بڑے فرزند تھے۔ مطّلب نے نجاشی کے ساتھ تجارتی معاہدہ کرکے قریش کے لئے اس کے ملک حبشہ میں تجارت کو آسان بنا دیا تھا۔ دوسرے بیٹے عمرو جو تاریخ میں ہاشم کے نام سے معروف ہیں انہوں نے روم کے بادشاہ ہرقل کے ساتھ قریش کی روم اور شام میں محفوظ تجارت کرنے کا معاہدہ کیا۔

تیسرے فرزند عبد شمس بن عبد مناف ان کے متعلق مورخین کا کہنا ہے کہ یہ ہاشم کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ مورخین نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس جس وقت پیدا ہوئے تو عبد شمس کے ہاتھ کی ایک انگلی ہاشم کے ماتھے سے جڑی ہوئی تھی جسے ان کے گھر کے افراد نے چھری سے جدا کیا اور کچھ لوگوں نے اس موقع پر یہ پیش گوئی کی کہ ان دونوں بھائیوں کی اولاد کے درمیاں خونریزی واقع ہوگی۔(17) چوتھے بیٹے نوفل بن عبد مناف تھے انہوں نے ایران کے کسریٰ سے قریش کے لیے ایران اور عراق میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی۔(18)

ہمارے مقالے کا موضوع عمرو (ہاشم) اور عبد شمس کی اولاد کی رقابت ہے اس لئے ہم یہاں صرف ان کی اولاد کے واقعات کو نقل کرینگے۔

عمرو کا لقب ہاشم اس لئے مشہور ہوا کہ ایک سال مکہ میں کھانے کی اشیاء کا قحط پڑ گیا تھا۔ عمرو یعنی ہاشم نے فوری طور پر مکہ سے شام کا سفر کیا جہاں جا کر اُنہوں نے لاتعداد نان پکوائے اور اونٹ خریدے جن پر نان بوریوں میں بھر کر لادے اور پھر انہیں مکہ معظّمہ لائے۔ عمرو (ہاشم) نے مکہ معظّمہ کے قصاب کو بلوایا اور ان سے تمام اونٹوں کو ذبح کرایا اور پھر باورچیوں کے ذریعے اس کا شوربے والا سالن تیار کرایا جس میں تمام نان تڑوا کر بھگو دیے گئے، عربی زبان میں ایسے کھانے کو ثرید کہا جاتا ہے۔ عمرو (ہاشم) نے اہلِ مکہ کو کھانا کھانے کی دعوت عام دی۔ اس سے پہلے مکہ معظّمہ میں ایسی بڑی اور پُر وقار دعوت کا کبھی اہتمام نہ ہوا تھا۔

لہٰذا ایسے کڑے وقت میں جب کہ مکہ معظّمہ میں قحط سالی تھی، اہل مکہ نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے بھرپور شرکت کی اور سب نے شکم سیر ہو کر یہ کھانا کھایا۔ اہل مکہ نے اس پُر وقار دعوت کا اہتمام کرنے پر عمرو کو ہاشم کا لقب دیا۔ عربی زبان میں ہشم کے لغوی معنی توڑنا اور ہاشم کا لفظ اسم فاعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد اہلِ مکہ نے انہیں ہاشم کے نام سے پکارنا شروع کر دیا اور پھر آپ ہاشم کے نام سے معروف ہوگئے اسی نسبت سے ان کی اولاد کو ہاشمی کہا جانے لگا جو ان کے لیے باعثِ افتخار سمجھا جاتا تھا۔ ہاشم کے اس کار خیر کو بارگاہ الٰہی میں بھی قبولیت حاصل ہوئی اور مکہ معظّمہ شہر میں خوب بارش ہوئی جس سے مکہ معظّمہ شہر کی خشک سال ختم ہو گئی اور قریش کے لیے تجارت کے اسباب پیدا ہوئے۔(19) اہل مکہ نے ہاشم کے اس عمل کو اہلِ مکہ کے لیے نیک شگون قرار دیا۔(20) ہاشم کی نیک نامی کا خوب چرچا ہوا اور ان کی سخاوت بہت مشہور ہو گئی۔ مطّلب نے ہاشم کی اس نیک نامی کے سبب ہاشم کو خانہ کعبہ کی تولیت سونپ دی جس سے انکی عزت و احترام میں اور بھی زیادہ اضافہ ہو گیا۔(21)

عبد شمس کے غیر سنجیدہ ہونے کے باعث اسے نا تو کبھی کوئی منصب ملا اور نہ ہی قریش کے دلوں میں اس کے لیے عزت و احترام پیدا ہوا۔ عبد شمس نے قریش کی نظر میں اپنا کوئی مقام پیدا کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی اور کوئی قابل ذکر کام انجام نہ دیا بلکہ جاہلانہ روش کو اختیار کیا اور اپنے نیک نام بھائی سے محبت کرنے کی بجائے اپنے دل میں ان کے خلاف حسد کی آگ بھڑکائی اور عبد شمس ہاشم کی مخالفت میں کمر بستہ ہو گیا۔ ہاشم نے اپنے ذمہ تمام فرائض کو فراخ دلی کے ساتھ بخوبی انجام دیا۔ ہاشم نے روم کے بادشاہ ہرقل کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ بھی کیا جسے تاریخ میں ایلاف کے نام سے شہرت ملی۔ ہاشم کے اس معاہدے یعنی "ایلاف" کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور سورہ قریش میں اس "ایلاف" کا ذکر کیا ہے۔(22) ہاشم نے سال میں دو مرتبہ تجارتی سفر کا درج ذیل طریقہ کار متعارف کرایا۔

۱) موسم سرما میں گرم علاقوں میں تجارت کرنا جسے "رحلة الشتاء" کہا جاتا تھا۔

۲) موسم گرما میں سرد علاقوں میں تجارت کرنا جسے "رحلة الصيف" کہا جاتا تھا۔

اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے مکہ معظّمہ کے تاجروں نے سال میں دو مرتبہ تجارتی سفر کرنا شروع کیے۔ جس سے ان میں مالی خوشحالی آئی۔(23)

ایک طرف تو قریش کے دلوں میں ہاشم کی قدر و منزلت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی تھی تو دوسری طرف عبد شمس اور اُس کے بیٹے اُمیہ کے دلوں میں ہاشم سے پیدا ہونے والے بُغض کے سبب حسد کی آگ اور زیادہ بھڑکنے لگی اور ان سے قریش کے دلوں میں ہاشم کی عزت و وقار دیکھنا گوارہ نہ ہوا اور جب برداشت ختم ہو گئی تو اُنھوں نے بھی قسمت آزمائی کی اور ہاشم کی طرح اہل مکہ کے لئے ایک بڑی دعوتِ عام کا انتظام کیا جسے وہ قریش کے شایان شان منعقد نہ کر سکے۔

چونکہ یہ بے محل اور بے موقع دعوت عام فقط ہاشم کی برابری کرنے کی غرض سے تھی اس بات کو قریش سمجھ چکے تھے لہٰذا انہوں نے عبد شمس کی دعوتِ عام کا کھانا کھا کر عبد شمس اور اس کے بیٹے اُمیہ کا بہت مذاق اُڑایا جس سے عبد شمس اور اُمیّہ کے دلوں میں ہاشم کے خلاف حسد اور کینہ میں اضافہ ہو گیا۔ (24) عبد شمس کے بیٹے اُمیہ نے اپنی خجالت مٹانے کے لئے ہاشم کے مقابلے میں اپنی بڑائی منوانے کے لیے مفادرہ کرانے کا مطالبہ کیا۔ ہاشم نے اپنی بزرگی اور بردباری کے سبب مفادرہ ٹالنے کی کوشش کی لیکن اُمیّہ نے ہٹ دھرمی کا مظاہر کیا جب اُمیہ نہ مانا تو ہاشم نے مفادرہ ٹالنے کے لیے مندرجہ ذیل دو شرائط رکھیں تاکہ معاملہ ختم ہو جائے:۔(25)

۱) جو شخص ناکام ہوگا وہ پچاس سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں خانہ کعبہ کے سامنے ذبح کرائے گا۔

(۲) جو شخص ناکام ہوگا وہ دس سال کے لئے جلا وطن ہو کر مکہ معظّمہ سے باہر چلا جائے گا۔

اُمیہ نے اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضد میں ہاشم کی دونوں شرائط کو منظور کر لیا اور مفادرہ منعقد کرنے کے لیے ہاشم اور اُمیہ کی اتفاقِ رائے سے بنوء خزاعہ کے ایک شخص کو حکم مقرر کیا گیا۔ جس کے سامنے پہلے اُمیہ نے اپنی بزرگی بیان کی مگر اُمیہ اس حکم کو قائل کرنے میں ناکام رہا اس کے بعد ہاشم نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بزرگی بیان کی جسے سُن کر حکم نے ہاشم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ مفادرہ میں ناکامی پر اُمیہ کو بہت طیش آیا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ احساس کمتری کا شکار ہو گیا۔(26)

اُمیہ نے شرط کے مطابق پچاس سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں ہاشم کو ہر جانے کے طور پر دیں جنہیں ہاشم نے خانہ کعبہ کے سامنے ذبح کرا دیا اور اہل مکہ کی ایک بار پھر پُر وقار طریقہ سے ضیافت کی۔ دوسری شرط کے مطابق اُمیہ نے مکہ سے جلا وطنی اختیار کی اور شام چلا گیا۔ اُمیہ نے شام جا کر وہاں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ وہاں مسیحی قوم کی اکثریت تھی جسے وہ ہاشم جیسے موحد شخص کی مخالفت میں اپنا ہم خیال بنا سکتا تھا وہ یہ دیکھ

کر خوش ہو گیا اور پھر وہاں اُس نے اپنے رفقاء کو منظّم کیا اور ہاشم کی اعلانیہ مخالفت شروع کر دی اور شام کو اپنا مرکز بنا لیا۔(27)

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہاشم نے اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اُن کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا۔ جب ہاشم اور ان کے ساتھیوں کا مدینہ کے علاقے سے گزر ہوا تو ان لوگوں نے مسافت کے تکان دور کرنے کی غرض سے مدینہ میں سوق النبط کے مقام پر قیام کیا، اس وقت مدینہ میں ایک سالانہ تجارتی نمائش لگی ہوئی تھی۔ ہاشم اس نمائش میں گئے اور کچھ اشیائے خرد ونوش خریدیں، اُنہوں نے وہاں سلمیٰ نامی ایک خوبصورت اور سلیقہ شعار خاتون کو دیکھا۔ ہاشم نے وہاں کے لوگوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا تو پتہ چلا ان کا تعلق مدینہ کے معزز قبیلہ سے ہے۔ ہاشم نے ان کے گھر جا کر سلمیٰ سے رشتہ ازدواج قائم کرنے کے لیے اپنا رشتہ دیا۔ جسے اُن کے خاندان والوں نے ہاشم کی خاندانی وجاہت اور نیک نامی اور شہرت کے سبب منظور کر لیا اس طرح ہاشم اور سلمیٰ کی شادی ہو گئی۔ ہاشم نے کچھ روز مدینہ میں قیام کیا جس کے نتیجہ میں سلمیٰ حاملہ ہو گئیں۔ سسرال والوں نے خواہش ظاہر کی کہ وضع حمل تک ان کی بیٹی سلمیٰ کو مکہ میں رہنے دیا

جسے ہاشم نے قبول کر لیا اور پھر ہاشم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوگئے۔(28) ہاشم اس سفر میں بیمار ہوگئے اور غزہ کے مقام پر دورآن سفر ان کا انتقال ہو گیا۔ ہاشم کے دوستوں نے ان کی تدفین غزہ میں کر دی اور غمزدہ حالت میں مکہ معظّمہ پہنچے اور اس کا پورا احوال ان کے بھائی مُطّلب کو سنا دیا۔ ہاشم کے انتقال کی خبر سُن کر قریش غمزدہ ہوگئے اور پھر مُطّلب کو قوم کا سردار مقرر کر دیا گیا۔ مورخین نے اس اسے ۵۱۰ء کا واقعہ قرار دیا ہے۔(29)

دس سال گزر گئے، حسب دستور مکہ کے تاجروں نے شام کا سفر کیا اور جب قافلہ مدینہ میں سوق النبط کے مقام پر ٹھیرا تو ان لوگوں نے وہاں ایک خوبصورت بچہ دیکھا جس نے تیر اندازی میں مہارت کے باعث ایک تیر اندازی کا مقابلہ جیتا اور خوشی کے عالم میں فخریہ انداز میں چیختے ہوئے کہا! میرا نام شیبہ ہے اور میں ہاشم کا بیٹا ہوں۔ جب قافلے والوں نے یہ بات سنی تو خوشی میں انہوں نے اپنے تجارتی سفر کو مختصر کیا اور جلد ہی مکہ واپس پلٹے اور ہاشم کے بھائی مُطّلب کو اس بات کی اطلاع دی۔(30) مُطّلب کو جیسے ہی

اس بات کی اطلاع ملی اُنھوں نے کسی کو بھی بتائے بغیر خفیہ طور پر مدینہ کے سفر پر روانہ ہوئے اور سلمیٰ کے گھر کا پتہ معلوم کرکے اُن کے گھر پہنچے۔
اپنے بھتیجے شیبہ کی شکل و شباہت ہاشم کی طرح تھی دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کی والدہ سلمیٰ سے ملاقات کے دورآن اُنہیں بتایا کہ شیبہ میرے بھائی ہاشم کا اکلوتا وارث ہے۔ مطّلب نے ان کی ماں سلمیٰ سے اجازت سے لی اور شیبہ کو اپنے ساتھ مکہ لے آئے اور اُمیہ کی ہاشم سے دشمنی کے سبب کسی پر اس بات کو ظاہر نہ کیا۔ جس سے لوگ انہیں مطّلب کا غلام سمجھے اور انہیں عبدالمطّلب کہنے لگے ، لیکن ایک روایت میں ملتا ہے کہ مطّلب شیبہ کو لے کر ظہر کے وقت مکہ پہنچے تو اہلِ قریش نے انہیں دیکھ کر کہا! " ھذا عبد لمُطّلب" (یہ مطّلب کا غلام ہے)، اس پر مطّلب نے فوری جواب میں کہا! نہیں یہ میرا بھتیجا "شیبہ بن عمرو (ہاشم) ہے"اس جواب پر لوگوں کو تعجب ہوا اور ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے ۔اسی دورآن وہ تاجر جنھوں نے مطّلب کو شیبہ کی اطلاع دی تھی اُنھوں نے شیبہ کو دیکھ کر مطّلب کی بات کی تصدیق کی اور سب نے کہا! "ابنه لعمری" یہ عمرو کا بیٹا ہے۔ اسی وجہ سے شیبہ عبدالمطّلب کے نام سے معروف ہوگئے اور بالغ ہونے پر مطّلب نے انہیں قریش کا سردار بنادیا۔(31)
عبدالمطّلب کے سردار بن جانے کا جب اُمیہ کو علم ہوا تو اُس کے دل میں ہاشم سے بغض ہونے کے سبب اُن کے بیٹے عبدالمطّلب سے بھی حسد پیدا ہوا اور اُمیہ کی جلاوطنی ختم ہونے اور اُس کی مکہ واپسی پر ہاشم کے بیٹے عبدالمطّلب کے ہوتے ہوئے اسے کوئی اہمیت نہ ملنے یقین ہوگیا للذا اُس نے عبدالمطّلب کے خلاف اپنی مسلح جدو جہد کا اعلان کردیا۔
عبدالمطّلب ایک بہادر اور دانشمند شخص تھے، اُنھوں نے اُمیہ اور اس کے حواریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں کی کمی محسوس کی تو اُنھوں نے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاں دس بیٹوں کی ولادت کے لئے منت مانی اور کہا! اگر ان کے ہاں دس بیٹوں کی پیدائش ہوئی اور وہ جوان ہو کر ان کے قوتِ بازو بنے تو وہ ان دس بیٹوں میں سے ایک بیٹا خدا کی راہ میں خانہ کعبہ کے سامنے قربان کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور عبدالمطّلب کے ہاں حسبِ خواہش دس بیٹے پیدا ہوئے۔(32)
عبدالمطّلب نے اپنے بیٹوں کو جوان ہونے پر اس منت کے بارے میں بتایا تو سب بیٹوں نے اپنے باپ کو منت پوری کرنے کیلئے فراخی کے ساتھ اپنے نام لکھ کر عبدالمطّلب کو دیئے۔(33)

عبدالمُطّلب کی اولاد میں حضرت عبد اللہ سب سے چھوٹے تھے اور ان سے گھر والے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام نکلا تو سب گھر والوں نے اسرار کیا کہ حضرت عبد اللہ کے بدلے اونٹوں کی تعداد پر قرعہ اندازی کی جائے۔ عبدالمُطّلب نے اونٹوں کی تعداد پر قرعہ ڈالا، جب تین بار سو اونٹوں پر قرعہ نکلا تو عبدالمطّلب نے خوشی خوشی سو اونٹ خانہ کعبہ کے سامنے قربان کئے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ عبدالمُطّلب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ کی جان کے بدلے خانہ کعبہ کے سامنے سو اونٹ قربان کئے تھے۔(34)

عبدالمُطّلب کی بہادری اور ان کے بیٹوں کی کثرت کی وجہ سے تمام قبائل پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ جب بھی کسی شخص کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا تھا تو وہ ان کے پاس آکر پناہ لیتا تھا اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا تھا۔ اسی لئے عبدالمطّلب کا گھر مظلوموں اور بیکسوں کی جائے پناہ کہا جاتا تھا۔ عبدالمطّلب بلا تفریق لوگوں کی دادرسی کرتے اور ظالموں کو قانون کو سزا دیتے تھے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ زید بن کلاب (قصیؑ) کی قائم کردہ ریاست کے تمام اختیارات ان کے بعد ان کی باصلاحیت اولاد میں منتقل ہوتے گئے اور جب یہ اعزاز و اختیار ہاشم کو منتقل ہوئے اور عبد شمس کی اولاد کو اس میں سے کوئی منصب نہ ملا تو عبد شمس کے بیٹے اُمیہ نے بغض و حسد میں ہاشم کے بیٹے عبدالمطّلب سے انتقام لینے کی خواہش پیدا ہوئی اور اپنی جلاوطنی کے دوران اپنے بیٹے حرب کی مدد سے بنو ہاشم کے خلاف قبائل کو اپنا حلیف بنایا۔

بنو عدی اور بنو تیم بنو ہاشم کے دشمن تھے اس لئے وہ بھی اُمیہ کے حلیف بن گئے۔(35) بنو تیم کی بنو ہاشم سے دشمنی کا سبب ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں اس طرح پیش کیا ہے۔

عبد المُطّلب وجاره اليهودي وكان لعبد المُطّلب جار يهودي يقال له أذينة ... فترك عبد المُطّلب منادمة حرب ونادم عبد الله بن جدعان التيمي وأخذ من حرب مائة ناقة فدفعها الى ابن عم اليهودي وارتجع ماله الا شيئا هلك فغرمه من ماله۔(36)

عبدالمُطّلب کے پڑوس میں ایک مالدار یہودی تاجر جس کا نام اذینہ تھا رہائش پزیر تھا۔ حرب بن اُمیہ نے چند قریشی نوجوانوں کو اُکسایا کہ اس کو قتل کرکے اس کے مال و دولت پر قبضہ کرلیں۔ منصوبہ کے تحت عامر بن عبد مناف بن عبدالدار اور حضرت ابو بکر کے دادا صخر بن عمرو بن

کعب تیمی نے اس یہودی تاجر اذینہ کو قتل کر دیا اور عبد المطّلب کے خوف سے حرب کے پاس جا کر روپوش ہوگئے جس کا عبدالمطّلب کو معلوم نہ ہو سکا۔ عبد المطّلب قاتل کی تلاش میں رہے آخر کار ایک سال بعد انہیں پتہ چل گیا کہ دونوں قاتل حرب بن امیہ کی پناہ میں ہیں۔

عبدالمطّلب حرب بن امیہ کے گھر گئے اور دونوں قاتلوں کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ حرب نے دونوں کو چھپا دیا اس معاملہ پر دونوں میں تکرار ہوئی تو عبدالمطّلب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس گئے مگر اس نے مداخلت سے گریز کیا تو عبد المطّلب نے اپنے بیٹوں کی مدد سے اس معاملہ کو انجام دینے کی ٹھانی جب معاملہ زیادہ بڑھا تو حرب نے کہا کہ اس معاملہ پر محاکمہ کرایا جائے۔

حضرت عمر بن خطاب کے دادا فضیل بن عبد العزیٰ عدوی کو حکم مقرر کیا گیا۔ فضیل بن عبدالعزیٰ نے فیصلہ دیتے ہوئے حرب سے کہا! کیا؟ تو ایسے شخص سے محاکمہ چاہتا ہے جو تجھ سے قد میں لمبا ہے اور تجھ سے زیادہ خوش رو ہے اس کا سر تیرے سر سے زیادہ بڑا ہے ، اس کی برائیاں تجھ سے کم ہیں، اولاد میں تجھ سے بڑھا ہوا ہے۔ اس کی سخاوت تجھ سے زیادہ ہے اور مدد کرنے میں تجھ سے زیادہ طاقتور ہے اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ تو یقیناً غصہ سے دور رہتا ہے اور تیری بلند آواز قوم میں سنی جاتی ہے اور تو قبیلے کے اتحاد میں طاقتور ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے باوجود تو نے جلاوطنی کا محاکمہ کرایا ہے کہ ان کو یا تجھے جلاوطن کیا جائے۔ حرب فضیل بن عبدالعزیٰ کے فیصلے سے غضبناک ہوا اور کہا یہ انقلاب زمانہ ہے جو تجھے حکم بنایا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد عبد المطّلب نے عبداللہ بن جدعان تیمی کو اپنا مصاحب بنالیا اور حرب سے سو اونٹ تاوان لے کر یہودی کے چچازاد بھائی کو دیئے اور یہودی کا سب مال جو باقی بچا تھا اس کے لواحقین کو دلادیا اور جو مال ضائع ہو چکا تھا اس کا تاوان اپنے مال سے دیا۔

اس واقعہ سے جو صورت حال سامنے آئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ بنو تیم کی بنو ہاشم سے دشمنی کا اُمیہ کے بیٹے حرب کی سازش کا شاخسانہ تھا اور یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ یہ دشمنی حسد کی بناء پر پیدا ہوئی اور بنو اُمیہ کو احساس محرومی تھا۔ ہاشم اور عبد شمس کے حوالے سے کہی جانے والی یہ بات کہ پیدائش کے وقت ان کی پیشانی سے انگلی جدا کرنے کے دوران خون بہنے کی وجہ سے دشمنی پیدا ہوئی بالکل غلط ہے۔ ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب جمہرة الانساب میں بیان کیا ہے کہ پہلے عبد شمس پیدا ہوئے اور پھر ہاشم

پیدا ہوئے۔ (37) اس لئے اس مقام پر یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ تاریخی اعتبار سے اُمیہ اور ہاشم کی دشمنی کا سبب بنو ہاشم کی نیک نامی اور ان کو حاصل اختیارات تھے جن کے حصول میں ناکامی نے بنو اُمیہ کو احساس محرومی کا شکار بنا دیا تھا اور کینہ پروری کی روش ہے جو وقت کے ساتھ ان کے دلوں میں بڑھتی گئی اور اُنہوں نے بنو ہاشم کے خلاف کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہیں کیا۔

عبد المطّلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی اپنے خاندان کی لڑکی حضرت آمنہ بنت وہب سے کر دی جن کا تعلق زُہرہ کی نسل سے تھا۔ (38) حضرت آمنہؑ کے بطن سے رسول اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی اور چھ ماہ بعد ان کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپؐ کی پرورش آپ کے دادا عبد المطّلب نے کی لیکن دو سال بعد اُن کا بھی انتقال ہو گیا جس کے بعد آپ ﷺ کے تمام چچا آپ کی کفالت حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے صرف اپنے چچا حضرت ابو طالبؑ کا انتخاب کیا۔(39) حضرت ابو طالبؑ نے آخری دم تک آپ کی کفالت اور حفاظت کی۔

پیغمبر اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کرتے ہی مشرکین مکہ آنحضرتؐ کے جانی دشمن ہو گئے۔ بنو اُمیہ جو عرصہ دراز سے بنو ہاشم کے روایتی حریف کا کردار ادا کر رہے تھے اب انہیں ایک بار پھر موقع مل گیا کہ وہ بنو ہاشم کے مخالف غیر موحد قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر بنو ہاشم کے خلاف ایک فیصلہ کن لڑائی لڑیں۔ اس لیے ابو سفیان بن حرب بن اُمیہ نے بنو ہاشم میں سے ابو لہب اور دیگر بت پرستی کی طرف مائل افراد کو اپنے ساتھ ملا لیا اور مکہ کے بت پرست قبائل کو پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔(40)

بنو اُمیہ کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ مذہب اسلام کی طرف راغب ہونے والے افراد پر سے ہمارا اثر رسوخ ختم ہو جائے گا۔ ابو سفیان نے قریش کے معروف افراد عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، عاص بن ہشام، ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل کو لے کر حضرت ابو طالبؑ کے پاس آئے اور رسول اکرم ﷺ کو دعوت اسلام دینے سے روکنے کا مطالبہ کیا اور یہ بھی دھمکی دی کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میدان جنگ میں اس بات کا فیصلہ ہوگا۔ یہ سُن کر رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالبؑ نے رسول اکرم ﷺ کی بھرپور حمایت کی اور ان کی حفاظت کرنے کا آعادہ کیا۔(41) رسول اکرم ﷺ کے اس مشن میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے ان کا مکمل ساتھ دیا اور آپ کی پیروی بھی کی۔ جسے دیکھ کر مشرکین مکہ رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالبؑ اور اُن کی اولاد کے بھی دشمن ہو گئے۔

جب مشرکین مکہ کے مظالم اسلام قبول کرنے والے افراد کیلئے ناقابل برداشت ہوگئے تو حضور اکرمؐ کی ہدایت پر مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی۔ (42) ان کے پیچھے ابوسفیان نے اپنا ایک وفد حبشہ بھیجا تاکہ وہاں سے مسلمانوں کو بے دخل کرائے، (43) جس میں اسے ناکامی ہوئی تو مشرکین نے بنوء ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ تحریر کرکے خانہ کعبہ پر لٹکادیا گیا جس کے تحت مشرکین مکہ نے بنوء ہاشم سے معاشرتی تعلقات کو منقطع کردیا۔

ابوطالب بنوء ہاشم کو لے کر شعب ابی طالب منتقل ہوگئے تاکہ مشرکین کے شر سے محفوظ رہیں۔ بنوء ہاشم نے شعب ابی طالب میں تین سال قیام کیا اس دوران آنحضرت کی تبلیغ اسلام سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ (44) مشرکین کے عہد نامے کو مشیعت ایزدی سے دیمک نے کھالیا تو بنوء ہاشم شعب ابی طالب سے باہر آئے۔ (45) کچھ عرصہ بعد ابوطالب اور حضرت خدیجۃالکبریٰ انتقال کرگئے۔ رسول اکرمؐ کے لئے یہ ایک بڑا سانحہ تھا اس لئے انہوں نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا۔ آنحضرتؐ کہا کرتے تھے! جب تک میرے چچا ابوطالبؑ زندہ رہے اہل مکہ کے حوصلے پست تھے وہ مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔(46) رسول اکرم کی تبلیغ سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جس سے خائف مشرکین نے پیغمبر اسلام پر جانوروں کی غلاظت پھینکنا شروع کردی اور آخری حربہ کے طور پر بنوء اُمیہ کے سردار ابوسفیان نے قریش کے مشرکین سرداروں کو دارلندوہ پر جمع کرکے منصوبہ بنایا کہ تمام قبائل کے نمائندہ افراد مل کر شب کی تاریکی میں قاتلانہ حملہ کرکے پیغمبر اسلام کاکام تمام کردیں گے چنانچہ اس منصوبے کے تحت مشرکین رات کے وقت آپ کے بیت الشرف کے باہر جمع ہوگئے۔ اسی رات حکم الٰہی سے رسول اکرمؐ نے اہل مکہ کی امانتیں حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے سپرد کیں اور انہیں اپنے بستر پر لٹا کر یثرب کی طرف ہجرت کی۔ (47) اہل یثرب نے آپؐ کا والہانہ استقبال کیا اور یثرب کا نام تبدیل کرکے مدینۃ الرسول رکھ دیا جو بعد میں مدینہ منورہ کہلایا۔

مشرکین منصوبے میں ناکامی اور یثرب میں رسول اکرمؐ کے والہانہ استقبال کی خبر سن کر اہل یثرب کے بھی دشمن ہوگئے اور انہیں اس کا خمیازہ بھگتنے کی دھمکیاں دینے لگے۔ ایک تجارتی سفر سے واپسی پر ابوسفیان نے مدینہ منورہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے خوف محسوس کیا تو ضمضم بن عمر نامی شخص کو اجرت دے کر مکہ بھیجا اور منادی کرادی کہ اہل مدینہ اس کا مال لوٹ لیں گے یہ سن کر مکہ سے مشرکین کی

ایک بڑی تعداد ابوسفیان کو بچانے کے لئے بدر کے مقام پر پہنچی اور ابوسفیان وہاں سے بحفاظت نکل گیا مگر مشرکین ابو جہل کے اسرار پر بدر کے مقام پر رک گئے اور اعلان کیا کہ تین دن تک رقص و سرور اور شراب نوشی کی محفلیں سجائیں گے اور اہل مدینہ کو خوف زدہ کریں گے۔(48)

رسول اکرمؐ کو مشرکین کے اس پروگرام کی خبر ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کا ایک لشکر ترتیب دیا جس نے بدر کے مقام پر مشرکین مکہ سے ایک کامیاب جنگ لڑی اور مشرکین مکہ کو مار بھگایا اس واقعہ کے بعد جو لوگ مشرکین مکہ سے خوفزدہ تھے بے خوف و خطر دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوگئے۔ (49) ابو سفیان نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے مشرکین کو اکسایا اور ایک بڑا لشکر ترتیب دیا جو ۳ھ کو احد کے مقام پر پہنچا۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کی جنگی حکمت عملی سے غفلت برتی جس کی بناء پر مسلمانوں کو بھاری جانی نقصان ہوا اور اس جنگ میں رسول اکرمؐ کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چیر کر جگر نکالا اور دانتوں سے چبا کر نگلنے کی کوشش کی۔(50) اس سے مشرکین کے حوصلے بلند ہوئے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاری کی اور ۵ھ میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ جس کی پہلے سے اطلاع مل گئی تھی اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مدینہ سے باہر کھودی گئی خندق کے مقام پر جنگ ہوئی جسے جنگ خندق اور جنگ احزاب کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس جنگ کی صورتحال کو سورہ احزاب میں بیان کیا ہے۔ (51) ۶ھ میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان ہوئی اور پیغمبر اکرمؐ نے سلاطین کو دعوت اسلام دی۔(52)

اسلام کی مقبولیت اور مسلمانوں کی پے در پے کامیابیوں سے خائف یہودی مسلمانوں کے خلاف خیبر میں ایک بڑی جنگ کی تیاری کرنے لگے اس اطلاع کے ملنے پر حضور اکرمؐ نے یہودیوں کا قلع قمع کرنے کیلئے مسلمانوں کا لشکر ترتیب دیا اور خیبر پہنچے ۷ھ میں مسلمانوں کی خیبر کے یہودیوں کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے یہودیوں کے بڑے بڑے جنگی پہلوانوں کو قتل کیا اور خیبر فتح ہوا جس سے بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

مسلمانوں کی دھاک پورے عرب پر بیٹھ گئی اور حضرت علی بن ابی طالبؑ مسلمانوں کی طرف سے ایک عظیم شجاع کے طور پر پورے عرب میں مشہور ہوگئے۔ (53) اس کے ساتھ ہی وہ لوگ دین اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اُنہیں مسلمانوں کے خلاف ایک اور جنگ کی تیاری کی جسے جنگ موتہ کہا جاتا ہے۔

۷ھ میں جنگ موتہ ہوئی جس میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بڑے بھائی جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے اور انہیں رسول اکرم ﷺ نے جعفر طیارؑ کا لقب دیا۔ (54)

رسولِ اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کی جانب سے اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر آپ مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور ۸ھ میں مکہ فتح ہوا جس کے بعد مشرکین مکہ کے لیے جانوں کے لالے پڑ گئے اور اپنی جان بچانے کی غرض سے انہوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا اور مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوگئے۔ (55) رسولِ اکرم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کیا جس کے بعد امویوں کی ایک بڑی تعداد "طلقا" کے نام سے معروف ہوئی اور بنو اُمیہ کی بنو ہاشم سے رقابت وقتی طور پر سرد مہری کا شکار ہو گئی۔!

تحقیق سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بنو اُمیہ ہمیشہ سے بنو ہاشم کے خلاف صف آراء رہے اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی بھی طرح بنو ہاشم کو حاصل ہونے والی عزت و وقار کا خاتمہ کردیں اور اُن کو ملنے والے تمام اعزازات جس میں مکہ کی حکمرانی کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ کی تولیت بھی شامل تھی انہیں حاصل کرلیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی حیات میں اپنی مکاری سے حسب سابق کام لیا اور چُپ سادھ لی جس سے مورخین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بنو اُمیہ کی بنو ہاشم سے رقابت ختم ہو گئی تھی حالانکہ ایسا کچھ نہ تھا بلکہ اُموی ہاشمیوں پر اپنی کاری ضرب لگانے کے لیے مناسب وقت کے انتظار میں تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُموی ایک بار پھر سرگرم ہوگئے اور بالآخر اپنی مکاری اور چالبازی کے بل بوتے پر اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اور ان مظالم کی داستان بنو ہاشم کے خون سے تاریخ کے اوراق پر رقم ہوئی

حوالہ جات

1۔ابن سعد، محمد بن منیع ابو عبد اللہ البصری الزہری، الطبقات الکبریٰ، ناشر دار صادر، بیروت، ج۱، ص۶۷؛ ابن اثیر، محمد بن محمد، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت ۱۹۶۶ء، ج۲، ص۱۸؛ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، مطبوعہ موسسۃ الاعلمی، بیروت ۱۸۷۹ھ، ج۲، ص۲۵۴؛ ابن خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون المغربی،

کتاب العبر ودیوان المبتداوالخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر، مطبعۃ موسسۃ الاعلمی، بیروت ۱۹۷۱ء، ج۲، ص۲۹۱

2۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ۱۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۵۵، ۲۵۴

3۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۱۹؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲ ص ۲۹۷ اردو؛ تاریخ طبری۔ ج۲ ص۲۵۵

4۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۸۶؛ تاریخ ابن خلدون (ج۲ ص۳۰۲) اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔

5۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۹؛ تاریخ الطبری، ج۲، ص۲۵۵؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۱

6۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۰؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۹ اردو ترجمہ؛ تاریخ طبری (ج۲ ص۳۴) اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔ الکامل فی التاریخ ج۲ ص۲۵۷) الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۸

7۔ الکامل فی التاریخ۔ ابن اثیر۔ ج۲ ص۱۹؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۸؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۵۵

8۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۱۳۱؛ تاریخ ابن خلدون (ج۲ ص۲۹۷) اردو ترجمہ؛ تاریخ ابن اثیر ج۲، ص۲۲؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۵۵، ۲۵۴،

9۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۰؛ تاریخ ابن اثیر ج۲، ص۲۶، تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۶

10۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۰؛ تاریخ طبری، ج۲ ص۳۵ اردو ترجمہ؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۱

11۔ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۱

12۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۳؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۶؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۲

13۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۳؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۶؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۱

14۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۳؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۲۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۵؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۹

15۔ الطبقات الکبری، ج۱، ص۷۴؛ تاریخ ابن خلدون ج۲، ص۲۲۹،

16۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۷۵

17۔ تاریخ طبری، ج۲ ص۳۱؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۶
18۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۵۷
19۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۱؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۶
20۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷
21۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۸۷؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۱ اردو ترجمہ
22۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۵۷؛ سورۃ القریش ۱۰۶ قران مجید۔
23۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۵۷
24۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۷
25۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲ ص؛ تاریخ ابن خلدون (ج۲ ص۳۰۰)
اردو ترجمہ
26۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۷
27۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۶۷،؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۷
28۔ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۰؛ علل الشرائع شیخ صدوق ص۱۸۶ اردو ترجمہ مطبوعہ الکساء پبلیکیشنز کراچی
29۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۸۰،؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۱، ۱۰
30۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۸۰؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۱
31۔ الطبقات الکبری، ج۱، ص۸۱، المؤلف: محمد بن سعد بن منیع أبو عبد اللہ البصری الزہری، الناشر: دار صادر۔ بیروت؛ الکامل فی التاریخ۔ ابن
32۔ الطبقات الکبری، ج۱، ص ۸۴؛ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد اندلیسی، جمھرۃ انساب العرب، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ط۔ ۲۰۰۳ء، ج۱، ص۶۔۵؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۵
33۔ الطبقات الکبری، ج۱، ص ۸۴؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۳۰۰) اردو؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۶؛ تاریخ طبری (ج۲ ص ۳۲) اردو
34۔ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص ۸؛ الطبقات الکبری، ج۱، ص۸۹؛ سیرۃ الحلبیہ ج۱، ص۲۷ مطبوعہ بیروت دار لمع رفہ ۔ السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ (علامہ سید احمد زینی دحلان مکی) سیرت دحلانیہ ص ۹۴ اردو ترجمہ۔ علامہ صائم چشتی)۔
35۔ سیرت دحلانیہ علامہ سید احمد زینی دھلان مکی اردو ترجمہ صائم چشتی ص ۹۴ مطبوعہ چشتی کتب خانہ

فیصل آباد

36۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۵، ؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص ۳۰۰) اردو؛ تاریخ طبری (ج۲ ص۲۷) اردو

37۔ جمہرۃ انساب العرب، ص۱۴ تالیف ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلیسی (متوفی۔ ۴۵۶ھ)، مطبعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان۔

38۔الطبقات الکبری، ج۱، ص۸۶؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۸؛ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص ۳۰۳) اردو

39۔الطبقات الکبری، ج۱، ص۱۱۹؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۳۷

40۔ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص ۳۰۲، اردو؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۶) اردو

41۔الطبقات الکبری، ج۱، ص۲۰۲؛۔ تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۲۹۱) اردو

42۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۶۷؛ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۴۷

43۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۷۹

44۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۸۷؛ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۴۷

45۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۹۰

46۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۹۰

47۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۰۳؛ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۸۴

48۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۱۶

49۔الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۱۱۶

50۔ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۱۱۴؛ محمد بن علی بن طباطبا المعروف بابن الطقطقی (م ۷۰۹)، الفخری فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیۃ، تحقیق عبد القادر محمد مایو، ناشر دار القلم العربی، بیروت، طبع اولی، ۱۹۹۷ء، ص۱۰۹، ۱۱۰

51۔ سورہ احزاب قران مجید

52۔ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۱۳۹

53۔ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۱۴۸

54۔ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۱۵۱

55۔ تاریخ ابن خلدون، ج۳، ص۱۵۶، تاریخ الامم والملوک، ج۲، ص۶۱۸؛ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، خلافت و ملوکیت، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور، ص۸۴